مطبوعات

عبرت نامۂ سمرقند | از نصیر بائی بخاری - ترتیب و تدوین: ڈاکٹر لعل بہا صاحبہ صدر شعبۂ تاریخ و ڈاکٹر محمد ساعد صاحب صدر شعبۂ جغرافیہ (پشاور یونیورسٹی) - باہتمام: انسٹی ٹیوٹ آف ریجنل اسٹڈیز پشاور - ناشر: ادارہ معارفِ اسلامی منصورہ لاہور (کوڈ نمبر ۵۴۵۷۰) دبیز سفید کاغذ، اُجلی طباعت، رنگین سرورق، دبیز آرٹ پیپر - صفحات: ۲۰۸ قیمت: ۴۲/- روپے۔

قطرہ ہائے خونِ جگر سے لکھی ہوئی یہ کتاب شاید اشک آلود آنکھوں کے ساتھ ہی پڑھی جائے گی۔ "صبحِ بخارا" JOSHUA KUNITZ) کی کتاب پڑھنے کے بعد اس کتاب نے نئے اور تفصیلی احوال بے نقاب کیے۔ وہ میدانِ جنگ سے باہر کے ایک مخالفِ اسلام یہودی کا تبصرہ تھا جس کے بیان کا جھکاؤ فاتحین کی جانب تھا۔ یہ کتاب خود مفتوحین کا جوابِ دعویٰ بھی ہے، اپنے اُوپر تبصرہ بھی، اور نوحہ بھی۔

اِسے پڑھتے ہوئے میرے ذہن کے سامنے تاریخ کا سارا فلم گھومنے لگا اور میں نے دیکھا کہ جدید دَورِ الحاد کی اُٹھائی ہوئی سامراجی طاقتوں سے زیادہ ظالم طاقت شاید چنگیز و ہلاکو کو بھی ثابت نہ کیا جا سکے۔ اور دوسری طرف مَیں نے دیکھا کہ اندلس میں، بربر میں، ارضِ فلسطین میں، ترکیہ میں، سرزمینِ عرب کے مختلف گوشوں میں، اور برصغیر میں ہر جگہ اس طوفانِ بلا کا خون کے آخری قطرے تک مقابلہ کرنے والی قوم صرف قومِ محمدیؐ تھی - باقی سب نے سر جھکا دیئے اور فاتحین سے سودے چکا کر ان کے ہاتھوں کی تلواریں بن گئے۔ مسلمانوں نے سر جھکانے کے بجائے بلالحاظ اس کے کہ سر کٹانے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - ان کا ایمان ظلم کے آگے جھکنے کا روادار

نہیں تھا۔ اور پھر مجھے یہ دردناک احساس بھی ہوا کہ تقریباً ہر جگہ ہماری شکست کا سبب ہمارے ملاں کے ضمیر فروش ہی تھے۔ ہمیں شمشیر کہیں بھی نہ جھکا سکی، نذر و زر مار گئے۔

آپ کتاب کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنا چاہیں تو "مقدمہ" ملاحظہ فرمالیں — بخارا کا رقبہ ۲۲۴۰۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۴۰ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس سلطنت کو نہایت خطرناک حالات میں امیر بخارا، اس کے علما، اور سرداروں اور لشکریوں اور عوام نے بہت دیر تک دشمن کا لقمہ بننے سے روکے رکھا۔ تاشقند میں سرخ جھنڈا ۱۹۱۷ء (ستمبر اکتوبر) میں لہرا دیا گیا۔ ۱۹ فروری ۱۹۱۸ء کو قوقند حکومت ختم ہوگئی اور ایک روسی رپورٹ میں اسے مردہ شہر کہا گیا۔ یہیں سے سماجی تحریک (دراصل تحریک عریت پسنداں) شروع ہوئی۔

پھر مسلمانوں کے اندر احمق دانشوروں اور جدیدیوں نے کالی سوف (فاتح قوقند) کو بخارا پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء کو جنگی کارروائی کا گولہ بخارا کے سر پہ پھٹا۔ یہ سب کچھ فرقہ منورین، عظیم ترکستان کے علمبردار جدیدیوں اور فرقہ ریاش بخارا کا کیا دھرا تھا۔ واللہ! جس شان سے شکست کے محاذ پہ کھڑے ہو کر بخارا والوں نے فاتح ظالم کی مزاحمت کی ہے اس کی کوئی مثال سوائے افغانستان کے نہ ملے گی۔ یہ ہے وہ فنڈامنٹلزم جس سے مغرب پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سچے امتی جان کی بازی ہارتے ہوئے ایسی ایسی کاری ضربیں دشمن کو لگاتے ہیں کہ کسی دوسری قوم کے پاس جواب نہیں! مزاحمت کا ایک ذرا سا منظر ص ۱۱۰ پر ملاحظہ فرمایئے۔ ص ۱۳۳، ۱۳۴ بھی دیکھیے۔ ۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کو سقوطِ بخارا ہوا۔ پھر جو قتلِ عام ہوا، علما و اکابر کا جس طرح خون بہایا گیا، مسجدیں اور مدرسے تباہ کیے گئے۔ کتب خانے جلائے گئے، مسلم عورتوں کے نقاب جبراً نوچے گئے، یہ داستانیں پڑھیے۔ کتنا شدید انتقامی تعصب ہے۔ غیر مسلموں خصوصاً ملحدوں کو مسلمانوں کے خلاف — کہ یہ دلیری سے ہمارا مقابلہ کیوں کرتے ہیں۔

اور یاد رکھیے کہ افغانستان میں بھی ایسے سازشی کام کر رہے ہیں اور پاکستان میں بھی ایسے جدیدیے اور منورین خیالات و نظریات کے جال مکڑیوں کی طرح پھیلا رہے ہیں کہ اگر آپ

نے ہوش سے کام نہ لیا، بلکہ اگر افغانستان کو نہ بچایا (جیسے تاشقند کو پہلے ہڑپ کیا گیا تھا) تو آپ اپنے آپ کو بخارا کے انجام سے نہیں بچا سکتے۔

تاریخ نے پاس ہی نصف صدی پہلے آپ کے لیے درس عبرت لکھ کر افق پر آویزاں کر دیا ہے۔ چاہیں تو پڑھ کر سبق لیں اور چاہیں تو دانشورانہ حماقتوں کے دو جام او رچڑھا کر دفت کی تلوار اور واقعات و احوال کے اسلحہ کو دوسروں کے لیے چھوڑ دیں جنہیں قدرت نے آپ کی سزا کے لیے مقرر کر رکھا ہوگا۔

علمائے احناف کے حیرت انگیز واقعات

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ناشر: موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ۔ ملنے کے کئی پتوں میں سے لاہور کا ایک پتہ: مکتبہ مدنیہ، ۱۷۔ اردو بازار، لاہور۔ سفید کاغذ، مناسب کتابت و طباعت، جلد مضبوط مع سنہری ڈائی و حاشیہ۔ صفحات: ۲۷٦۔ قیمت: ۵۱/ روپے۔

اس کتاب کی جلد اوّل پہلے شائع ہو چکی ہے جس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے سوانح اور علمی فضائل اور تدریسی اور فقہی کمالات کا ذکر ہے۔ اب اس دوسری جلد میں امام عالی مقام کے دو نامور شاگردوں کا تفصیلی بیان ہے۔

امام ابویوسفؒ نے اپنے استاد سے ۱۷ سال تعلیم پائی۔ اور ۱۷ ہی سال تک منصبِ قضا پر کام کیا۔ جملہ ۳۰۰ مشائخ و اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اوّل درجے کے ایک سو قوی الحافظہ لوگوں میں شمار ہوتے۔ ۴۰ یا ۵۰ حدیثیں ایک ہی سماعت کے بعد فوراً سنا دیتے۔ غربت کی وجہ سے حصولِ تعلیم کے لیے سسرالی مکان کے شہتیر بیچ ڈالے۔ کاغذ نہ خرید سکتے تو جانوروں کی ہڈیوں اور پسلیوں پہ لکھتے۔ اہل و عیال نے فاقہ و عسرت کا لمبا دور گزارا۔ صاحبزادے کے انتقال اور والد کے جنازے میں نہ شریک ہو سکے۔ فرمایا: میری بات دلیل و حجت کے بغیر نہ ماننا۔ بادشاہ کے سامنے اپنے علم، اپنے ایمان اور عہدۂ قضا کی آبرو کا خوب تحفظ کیا۔